سوانح قاسمی

یعنی

سیرت شمس الاسلام

سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس اللہ سرہ

حصہ اول

رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار
لاہور

سوانح قاسمی

مطولہ

یعنی

سیرت شمس الاسلام

سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ

حصہ اول

رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشران

مکتبہ رحمانیہ ○ اردو بازار ○ لاہور ○ مکتبہ چراغ اسلام قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

پہنچا جانتے تھے اور یہ بات اتفاقی نہ تھی اپنی فہم سے حقیقت نشانہ بازی کی سمجھ کر بدن ایسی وضع
پر سادھ لیا جو فرق ہو جانے کی وجہ تھی نہ ہوئی تیر اندازوں کو دیکھا ہے کہ سر سے پا تک ایک خط
مستقیم ہو جاتے ہیں حاصل یہ کہ اس طوفان بے تمیزی سے سب لوگ گھبراتے تھے، ہم
نے کبھی مولانا کو گھبراتے نہ دیکھا خبروں کا اس وقت میں چرچا تھا۔ جھوٹی سچی ہزاروں گپ شپ
اڑا کرتی تھی مگر مولوی صاحب اپنے معمولی کام بدستور انجام فرماتے تھے چند بار مفسدوں سے
نوبت مقابلہ کی آگئی اللہ رے مولوی صاحب ایسے ثابت قدم تلوار ہاتھ میں اور بندوقچیوں
کا مقابلہ ایک بار گولی چل رہی تھی یکایک سر پکڑ کر بیٹھ گئے جس نے دیکھا جانا گولی لگی ایک
بھائی دوڑے پوچھا کیا ہوا فرمایا کہ سر میں گولی لگی عمامہ اتار کر سر کو جو دیکھا کہیں گولی کا نشان
تک نہ ملا اور تعجب یہ ہے کہ خون سے تمام کپڑے تر۔ انہیں دنوں ایک نے منہ در منہ بندوق
ماری جس کے سنبھے سے ایک موچھ اور کچھ داڑھی جل گئی اور کچھ قدرے آنکھ کو صدمہ پہنچا
اور خدا جانے گولی کہاں گئی اور اگر گولی نہ تھی تو اتنے پاس سے سنبھ بھی بس تھا مگر حفاظت الٰہی
پر سر بھی کچھ اثر نہ ہوا اس زخم کی خبر اجمالی بعض دشمنوں نے جو سنی تو سرکار میں مخبری کی کہ
تھانہ بھون کے فساد میں شریک تھے۔ حالانکہ مولانا فسادوں سے کوسوں دور تھے ملک و
مال کے جھگڑے اگر سر رکھتے تو یہ صورت ہی کیوں ہوتی کہیں کے ڈپٹی یا صدر الصدور ہوتے
اس لئے حاجت روپوشی کی ہوئی حضرت حاجی صاحب بھی ایسے ہی باعث سے روپوش
ہو گئے تھے۔ ایام روپوشی میں ایک روز دیوبند تھے زنانہ مکان کے کوٹھے پر مردوں میں سے
کوئی تھا انہیں زینہ میں آکر فرمایا پردہ کر لو میں باہر جاتا ہوں عورتوں سے رک نہ سکا باہر چلے گئے
بعضے مرد بازار میں تھے ان کو اطلاع کی وہ آتنے میں مکان پر پہنچے دوڑ سرکاری آدمیوں کی پہنچ گئی
تھی انہوں نے آکر تلاشی لی ہر چند بظاہر مولوی صاحب کی تلاش نہ تھی مگر پھر خوف کی جگہ تھی
اس کے بعد سے مسجد میں رہتے اور پھر کسی نے تعرض نہ کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چند بار
بچایا اس زمانہ کی کیفیات عجیب غریب گذری ہیں لکھنا ان کا طول ہے۔ اسی وقت میں دیوبند

اٹھا دیا تھا۔ چند خاص شخصوں کی نسبت جن پر سرکار کا شبہ قوی تھا اشتہار جاری رہا۔ پھر گھر پر اپنے رہے غدر میں دہلی کا تو سب کارخانہ درہم برہم ہو گیا تھا مولوی احمد علی صاحب کا مطبع گیا گذرا تھا اس زمانہ میں سوائے وطن اور کوئی جگہ جانے کی نہ تھی کبھی وطن کبھی دیوبند رہتے تھے اسی وقت میں احقر نے حضرت سے بخاری قدرے پڑھی پھر منشی ممتاز علی صاحب نے میرٹھ میں چھاپہ خانہ کیا مولوی صاحب کو پرانی دوستی کے سبب بلا لیا وہی تصحیح کی خدمت تھی۔ یہ کام برائے نام تھا مقصود ان کا مولوی صاحب کو اپنے پاس رکھنا تھا احقر اس زمانہ میں بریلی اور لکھنؤ ہو کر میرٹھ میں اسی چھاپہ خانہ میں نوکر ہو گیا۔ منشی جی حج کو گئے تھے، اس وقت میں ایک جماعت نے مسلم پڑھی احقر بھی اس میں شریک رہا۔ وہی زمانہ تھا کہ مدرسہ دیوبند کی بنیاد ڈالی گئی۔ مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی ذوالفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں۔ مدرس کے لئے تنخواہ پندرہ روپے تجویز ہوئے اور چندہ شروع ہوا چند ہی روز گذرے کہ چندہ کو افزونی ہوئی اور مدرس بڑھائے گئے اور مکتب فارسی اور حافظ قرآن مقرر ہوئے اور کتب خانہ جمع ہوا مولوی محمد قاسم صاحب شروع مدرسہ میں دیوبند آئے اور پھر ہر طرح اس مدرسہ کے سرپرست ہوئے۔ مدرسہ کے احوال لکھنا یہاں طول لاطائل ہے سالانہ کیفیتوں سے یہ سب امر واضح ہو جاتے ہیں ۱۲۸۵ھ ہجری میں مولانا کو حج کی پھر سوجھی چند رفقاء کو ساتھ لے کر حج کر آئے اور منشی ممتاز علی صاحب بھی اسی سال بقصد قیام عرب کو گئے مگر ایک سال بعد واپس آ گئے پھر مولوی صاحب دہلی گئے۔ منشی جی کا چھاپہ خانہ دہلی میں ہوا منشی جی کے پیچھے میرٹھ میں مولوی محمد ہاشم صاحب کے مطبع میں کام کیا اس زمانہ میں پڑھانا اکثر تھا سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے تھے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے تھے کہ کسی سے سنے نہ سمجھے اور عجائب وغرائب تحقیقات ہر فن میں بیان فرماتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہو جاتی

مولوی صاحب کی مدرسہ کی سرپرستی

دیوبند مدرسہ کی بنیاد